سالانہ قیمت تین روپیہ [illegible]

[illegible]

نور افشاں

جو خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہوا کرے اور مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اشاعت بنام ایڈیٹر ارسال فرمایا کریں

[illegible]

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۴۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۲۲ء	جلد ۵۵

رباعیات منت

[illegible]

[illegible]

قطعات حشمت

[illegible]

اشتہار فرحت آثار

اے تھکے ماندے اور بوجھ سے دبے ہوئے سب لوگو میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دوں گا۔ (قول المسیح)

[illegible]

جو پیدا ہوا اور اخروی ہونا جاتا ہے کہ کہا گیا ۔ ۰ نومبر ۱۹۲۶ء سے نہایت چوڑہ نومبر ۱۹۲۶ء تک شہر فرخ آباد کے گرجا گھر میں ۴ بجے سے ۶ بجے تک اور اُس کے بعد تا لگنے میں پندرہ نومبر ۱۹۲۶ء سے ۱۰ نومبر ۱۹۲۶ء تک حسب ذیل تقریریں ہونگی۔

گناہ ۔ جناب ڈاکٹر سی ۔ ایچ ۔ بنرجی صاحب۔

مسیح اور ہندوستان ۔ جناب ڈاکٹر جانویز صاحب۔

نجات ۔ جناب پادری بھکاری لال صاحب۔

عالمگیر مذہب ۔ جناب پادری مولوی سلطان محمد پال صاحب۔

اطلاع ضروری ۔ ہر مضمون کے آخر میں صرف اُس مضمون کے متعلق دوستانہ گفتگو کا موقع دیا جائیگا ۔

المشتہر سلطان محمد پال ۔ بی ۔ سی لال بھکاری لال

انگلستان میں کانفرنس مذاہب

حال ہی میں ویمبلی میں سلطنت انگریزی کی ہر قسم کی عجائبات کی ایک لائق دید و قابل یادگار نمائش ہوئی ہے جہاں ہم مادی اور مصنوعات کے پہلو بہ پہلو روحانی عجائبات کی نمائش کا بھی انتظام کیا گیا یعنی امپریل انسٹی ٹیوٹ اور ویسٹ گیلری ساؤتھ کنسنگٹن میں مذاہب زیر سایہ سلطنت انگریزی کی کانفرنس زیر صدارت سر ڈینیسن راس صاحب سی ۔ آئی ۔ ای ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی ۔ منعقد کی گئی ۔ کانفرنس کا ارادہ اعلان جو رسالہ اسلام کے متعلق شائع ہوا ہے ۔ ہمیں ایک دوست کی معرفت صرف اس غرض کے لئے دیا گیا ہے کہ ہم نور افشاں میں کانفرنس مذاہب کی مختصر روداد لکھیں۔

اس اعلان سے ظاہر ہے کہ

"سلطنت برطانیہ کے ماتحت مشرقی مذاہب پر مضامین پڑھے جائینگے اور ایسا ہر ایک مضمون خاص مذہب کے قابل اور ماہر مستند معتقد کی طرف سے تیار کر کے سنایا جائیگا اور وہ اپنے اعتقاد اور ایمان کو بلا واسطہ پیش کرتا ہوا شخصی اور مجلسی زندگی میں اس مذہب کے اثر و نتیجہ پر توجہ دلائیگا ۔ اس کانفرنس کا مدعا خصوصی صرف یہ دکھانا ہے کہ مشہور مشرقی مذاہب کی وہ تصویر جیسی کہ اُس کے معتقدین کو دکھائی دیتی ہے کیا ہے۔

. . . . تمام تقریر کنندگان کو سٹیج پر ایک ہی درجہ بخشا جائیگا اور مذہبی یا سیاسی کسی قسم کی بحث کی دوران اجلاس میں اجازت نہ ہوگی ۔ عام طور پر مضامین تیار کرنے والے خود ہی پڑھ کر سنائینگے ۔ کوئی بحث نہ ہوگی

. . . . آخر میں یہ بیان کر دینا بھی لازمی ہے کہ کانفرنس ہذا کے مقصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے پروگرام میں سے مسیحی اور یہودی ادیان کے متعلق تقاریر کو نکال دیا گیا ہے۔ کیونکہ منتظمین نے یہ قرار دیا ہے کہ اُن کا منتہائے مقصود ان لوگوں کو جو کہ تقاریر سننے کو آئینگے ۔ سلطنت کے مذاہب سے جن سے یہاں کی پبلک کو کچھ واقفیت نہیں ہے واقف کرایا جاوے ۔"

آگے چلکر مشہور مشرقی مذاہب کا کچھ خلاصہ بیان کیا گیا ہے جن پر کہ کانفرنس میں لکچر ہوئے تھے ۔ ان کی ترتیب حسب ذیل ہے ۔

(۱) ہندو دھرم (۲) اسلام (۳) جین مت (۴) پارسی مذہب (۵) سکھ مت (۶) فرقہ صوفیا (۷) برہمو سماج اور آریہ سماج (۸) بہائی مذہب (۹) چینی مذاہب (۱۰) پریمی مذہب ۔

اسلام پر تین تقاریر حسب ذیل اصحاب کی ہوئی تھیں :-

(۱) اسلام کے بنیادی اصول ۔ الحاج خواجہ کمال الدین صاحب (شیخ)

(۲) زندگی اور مذہب شیخ کا علم وحیل صاحب ۔ (بغداد دمشق)

(۳) اسلام میں تحریک احمدیت ۔ تقدس مآب خلیفۃ المسیح الحاج مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان پنجاب ۔

کانفرنس مذاہب میں کیا ہوا

جس دوست نے کانفرنس کا پروگرام ہمیں بھیجا ہے اُسی نے اخبار گارڈین کی وہ خبریں بھی بغرض ملاحظہ بھیجی ہیں کہ اس میں مندرجہ حالات کانفرنس کا بھی نور افشاں کے لئے خلاصہ لکھا جائے ۔

۲۵ تاریخ ستمبر کے اس خط کے چند اقتباس حسب ذیل ہیں ۔

اس وقت میں مذاہب موجود الوقت زیر سایہ سلطنت برطانیہ کی کانفرنس کے اجلاس ہو رہے ہیں مختلف حصص سلطنت سے قریباً چار سو آدمی شریک ہونے میں مشرقی مذاہب پر اکثر لکچر سنانے جا رہے ہیں ۔ اس کا نام حقیقت کانفرنس درست نہیں ہو سکیگا کیونکہ سوائے صدر مجلس یا مقررین کے کسی کو بولنے کی اجازت نہیں ہے ۔ سوال کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے ۔ اگر سوال کرنے کی اجازت ہوتی تو زیادہ رونق ہو جاتی ۔ کیونکہ مقرر کنندگان سے بہتوں کو اکثر مسائل پر اتفاق نہیں ہے ۔ گورنمنٹ نے سیاسی وجوہات کی بنا پر اس سے غیر جانبداری کا سلوک کیا ہے ۔ اور تمام اہل مذاہب کھلے طور پر اس میں شامل کئے گئے ہیں تاہم اس کا یہ مطلب نہیں ہو کہ انگریزی قوم کو مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں رہی ۔

سر فرانسس ینگ ہسبینڈ صاحب نے بیان کیا کہ دنیا میں مذہب ابھی زندہ ہے اور مجلس میں جو مضامین پڑھے جائینگے اُن سے مذاہب کی ترقی نیز تحریک کا مظہر ہو جائیگا ۔ کانفرنس میں کسی بات کا تصفیہ کرنا مطلوب نہیں ہے ۔ اس سے غرض یہ ہو (دیکھو صفحہ ۱۱)

نورافشان

مطبوعہ ۷ نومبر سنہ ۱۹۲۴ء

حل الاشکال

یسوع مسیح کی صلیب پر وفات

انجیل مقدس کے بیان کے بعد قرآن شریف کے نام سے احمدیت کے بانی نے اپنی مطلب براری کے لئے جو بیان کیا ہے اس کی تردید کرنا یہاں پر مقصود ہے لیکن اوّل اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف انجیل کو منجانب اللہ قرار دیکر اس پر ایمان لانے کے حکم الہام جاری کر کے اور اس کا مصدق بنکر کسی طرح بھی انجیل جلیل کی خلاف بیانی نہیں کر سکتا تھا۔ اگر بفرض محال قرآن شریف نے خلاف بیانی کی بھی ہو تو اس خلاف بیانی کو کوئی نجات کی بنا بھی نہیں بنایا جا سکتا۔ کیونکہ وہ غلط تسلیم کی جاکر رد ہی اور آپ کے معتقد کل انجیل کی حقانیت کا خلاف قرآن عربی اظہار کرتے ہوئے قرآن عربی کے صحیح احکام سے کفر و انکار کرتے ہوئے پھر قرآن عربی ہی کو یسوع مسیح کی صلیبی موت کی نفی میں شاہد و گواہ بناتے رہتے ہیں۔ سادہ لوحوں کو فریب دے کر اپنے آپ کو قرآن عربی کے بڑے سرگرم ماننے والے ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ قرآن عربی کے احکام کے بھی شنوا نہیں ہیں۔

۲۔ مرزا صاحب اور آپ کے مریدوں نے ولکن شبہ لھم کے جملہ کے وہی معنے قبول کئے ہیں۔ جو کہ سید مرحوم نے بیان فرمائے تھے یعنی کہ وہ صلیب پر مشابہ بالموتی ہو گئے بالکل مرے نہ تھے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ان معانی میں حقیقت کے اتباع کے ساتھ لطیف معانی کا خلط نہیں رہ جاتا ہے جیسے ہم ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔

۳۔ اصل عبارت کو قرآن شریف کو کھول کر دیکھو قرآن شریف میں آیا ہے۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِن شُبِّهَ لَهُمْ۔ اس آیت قرآنی کا سباق فَبِمَا نَقْضِهِم سے شروع ہوتا ہے اور سیاق يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا پر ختم ہوتا ہے۔ یہ تمام عبارت یہود کے اہل حق ہونے اور یسوع مسیح کو قتل کرنے اور آپ کی بابت بیہودہ عقائد رکھنے کی تکذیب و تردید ہے جو اُس کا مسیحیت کے ساتھ یا مسیحیوں کے ساتھ براہ راست کوئی علاقہ نہیں پایا جاتا۔ اس کا مسیحیوں کے ساتھ حضرت محمد کی معرفت وہی علاقہ ہے جو مسیحیت کے مخالفوں کے مقابل کسی مسیحی کا دوسرے مسیحیوں سے ہوا کرتا ہے۔ حضرت محمد آیات مذکورہ میں یہودیوں کے مقابلے میں مسیحیت کی حمایت میں کلام کر رہے ہیں۔ اسی خیال کو مد نظر رکھ کر ان آیات کا مطلب سمجھا جا سکتا ہے ورنہ اور کسی صورت میں اُن کا مطلب کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتا ہے۔

۴۔ قرآن کی آیت بالا کے تین جملے ہیں۔ جملہ اول میں یسوع مسیح کی بابت یہود کا دعویٰ منقول ہے اُن کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم نے مسیح عیسےٰ ابن مریم کو جو رسول اللہ مشہور ہو بیٹھے کے قتل کر دیا ہے۔ جملہ دوم میں یہود کے اسی دعوے کی نفی کی گئی ہے۔ یہ نفی یہود کے قاتل و صالب ہونے کی ہے کیونکہ دعوے قاتل ہونے کا تھا۔ اس وجہ سے وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ کے بجائے لَا قُتِلَ وَلَا صُلِبَ آیا چاہئے یعنی معروف کی جگہ فعل مجہول کا استعمال کیا جاتا پس قرآن کی آیت کے جملہ دوم میں یہود کے قاتل و صالب ہونے کی نفی آئی ہے یسوع مسیح کے مقتول و مصلوب ہونے کی نہیں آئی۔

۵۔ یہود کا دعوے یسوع مسیح کے قاتل و صالب ہونے کا تھا۔ قرآن نے وما قتلوہ وما صلبوہ میں یہود کے قاتل و صالب ہونے کی نفی کر دی تو لازمی یسوع مسیح کا مقتول و مصلوب ہونا بھی کہنے کے لئے امر مسلمہ باقی رہیگا۔ اب یہ بات دیکھنے کی ہے کہ قرآن شریف نے انہیں آیات میں یسوع مسیح کے مقتول و مصلوب ہونے کی تائید و تصدیق بھی کی ہے یا نہیں؟ اگر کی ہے تو کن الفاظ میں کی ہو؟ اس کے جواب میں ہم سر سید مرحوم اور مرزا صاحب کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ جیسا صاحب نے یسوع مسیح کے مقتول و مصلوب ہونے کا اعتراف اول ولکن شبہ لھم کے جملہ میں ہو گیا ہے جس کے معنے یہ ہیں اور لیکن ہو گیا یسوع مسیح مشابہ مقتول و مصلوب کے واسطے یہود کے یا قاتلوں کو صالبوں کے؛ لیکن یہاں پر وہ مرا نہ تھا کا اضافہ ایک بدعت اور خانہ زاد ایجاد ہے۔ کیونکہ آگے چلکر آیات زیر بحث میں بصورت تاکید آیا ہے وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا۔ اس میں سر سید مرحوم اور مرزا صاحب کے اس قول کی تردید آئی ہے کہ یسوع مسیح صلیب پر مرا نہ تھا کیونکہ وما قتلوہ یقیناً کے بعد ہی یسوع مسیح کے رفع الی اللہ ہونیکا ذکر آیا ہے۔

۶۔ یاد رہے کہ قرآن شریف کا یسوع مسیح کو مشابہ مقتول و مصلوب قرار دینا ہی اس کی صلیبی موت کا اعتراف کرنا تھا۔ ورنہ انجیلی وفات کا نام دائمی موت رکھنا قرآن شریف نے مکروہ جانا۔ اسے مشابہ مقتول و مصلوب کہنا ہی حقیقت کے اظہار کے لئے خرد کا معلوم ہوا اور ہم کہتے ہیں۔ مگر

قرآن شریف نے یسوع مسیح کو شاید مقتول و مصلوب کہنے میں ہرگز غلطی نہیں کیونکہ سے وہ زندہ مرت کا نام اور سمجھا رکھا جا سکتا ہو۔ اس کے ساتھ اس کے صعود الی اللہ کا بھی صفائی سے ذکر کر دیا جو انجیل صورت میں اس کی دوبارہ زندگی اور صعود الی السماء سے جڑ رکھتا ہے۔ اس سے انجیل معانی میں قرآن شریف نے یسوع مسیح کو غیر فانی بنا دیا ہے۔ (باقی پھر)

گناہوں کی معافی

(ماخوذ از ینگ مین آف انڈیا)

یہ بیان صرف ان لوگوں کے لئے مفید ہے جو انسان کی غلط کاریوں سے آگاہ ہیں۔ جنہوں نے کبھی کوئی ایسا کام یا ایسی بات نہیں کی جس کے سبب سے اُن کا دل اُنہیں ملامت کرتا ہو اُن کے لئے یہ بے معنی بیان ہے۔ ہمارا مضمون گناہ کی معافی ہے مگر گناہ کی معافی کا پیغام کرنے سے پیشتر ہم یہ معلوم کریں کہ گناہ کسے کہتے ہیں۔ اکثر اوقات جب گناہ کا ذکر ہوتا ہے تو ہمارا تصور چند جسمانی بد اعمالیوں کی طرف دوڑتا ہے مثلاً خون کرنا۔ چوری۔ زنا۔ شراب نوشی وغیرہ۔ بلا شبہ یہ گناہ ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی گناہ کے تین اور زمرے شامل کریں۔ اور پھر گناہ کی معافی کی خوشخبری سے متمتع ہوں۔

طبیعت کے گناہ ۔ طبیعت کے گناہ ہوا پنے لباس اور اطوار میں ناشائستہ ہونا۔ انتقام کی خواہش رکھنا۔ حسد اور رشک وغیرہ ہیں۔ یہ جسمانی گناہوں کی نسبت تعداد میں زیادہ بڑھ کر نقصان کرنے والے اور بے اختیار روحانی افتادگی کا شکار ہوتے ہیں۔ مسرف بیٹے کے جسمانی گناہ ہیں۔ تیار تھی ہیں مگر پھر بھی باپ کے پاس جانے سے اُسے نہیں روک سکے۔ لیکن بڑا بھائی طبیعت کے گناہوں کا مرتکب ہے۔ مسرف بیٹے کی مراجعت پر جب گھر میں خوشیاں و ناچ رنگ ہو رہے تھے۔ تو باپ بڑے بیٹے سے التجا کرتا تھا کہ ہمارے ساتھ خوشی میں شامل ہو۔ بیان ہے کہ وہ غصے ہوا اور اندر جانا نہ چاہا۔ یہ مزاج کی چڑچڑاپن۔ بدلہ کی خواہش اور حسد وغیرہ سمجھا جاتا تھا کہ ایسے گناہ بیٹوں کو باپ کے گھر میں آنے سے روکتے ہیں۔

تمدن کے گناہ ۔ مگر اب بھی کوئی گناہ کی معافی کی خوشخبری سے بے نیاز ہے۔ وہ ذرا تمدن کے گناہوں پر غور کرے۔ آجکل ہمارے بہت سے گناہ تحصیل زر کے وسائل کا نتیجہ ہیں۔ اپنے اقتصادی نظام پر غور کریں ممکن ہے کہ ایک بڑے کارخانہ کا مالک بہت رحمدل اور نیک شخص ہو لیکن وہ اپنے نظام کار کے ذریعہ سے سینکڑوں گھروں کو برباد اور ہزاروں زندگیوں کو تباہ کر رہا ہے اور اُس کی ذاتی شرافت اس عظیم نقصان کا ہرگز تدارک نہیں کر سکتی کیونکہ اُس کو متمدہ بنانے کی کوشش میں ہر جائز و ناجائز طریقہ استعمال کر رہا تھا۔ ایک روز اپنے ہم نشینوں سے کہنے لگا کہ جو کچھ ہم اُس کے اتحاد کے لئے کر رہے ہیں اگر وہ اپنی ذات کے لئے کریں تو نہایت ہی سیاہ کار انسان ہونگے۔ ہم میں سے بہت سے ایسے سیاہ کار ہیں جو کسی سیاسی یا اقتصادی نظام کے لئے وہ طریقے استعمال کرتے ہیں جو اپنی ذات کے لئے ہرگز کام میں نہ لائینگے۔

غیر ارتکابی یا کوتاہی کے گناہ ۔ اس پر بھی اگر کوئی گناہ کی معافی سے بے نیاز ہے تو وہ غیر ارتکابی کے گناہوں کو پیش نظر رکھے یہ سچ ہے کہ ہماری زندگی کی کامیابی اور ناکامی کا انحصار زیادہ تر ان باتوں سے لگتا ہے جو ہم سے رہ جاتے تھیں۔ مگر ہم نے نہ کیں۔ شاید ایک خط کا جواب نہ دینا یا ایک لفظ کا نہ کہنا یا کسی نادر موقع کو ہاتھ سے کھو دینا ہماری ساری زندگی کو پامال کرنے کے لئے کافی ہو مسیح نے ایسے گناہوں کی سنگینی توڑوں کی مثال میں واضح کی۔ جس نے اپنا توڑا حفاظت سے لپیٹ کر رکھ دیا تھا اُس کا کیا قصور تھا؟ اُس نے کیا کیا تھا؟ یہی تو مشکل ہے کہ اُس نے کچھ کیا نہیں۔ اُس نے توڑا ہاتھ سے جانے دیا سوہ کام ہی اور ایسی جنہوں نے اپنے سامنے لاکر اپنے حال پر چھوڑ دیا اُن کا کیا جرم تھا یہی کہ اُنہوں نے کچھ نہ کیا۔ پس مسیح کے گناہ۔ طبیعت کے گناہ تمدن کے گناہ اور کوتاہی کرنے کے گناہ ایک کافی دہشت انگیز فہرست ہے۔ جن میں ہم میں سے اکثر آجاتے ہیں۔

گناہ کی معافی مشکل ہے ۔ ہم گناہ کے معاف کرنے کی مشکلات پر سوچیں۔ آخر اوقات گناہ کی معافی کی خوشخبری ایسے ہچکچاہٹ پن اور بے سروکاری سے سنائی جاتی ہے گویا کہ یہ ایک نہایت معمولی سی بات ہو کہ پائے جس کا جی چاہے۔ گناہ کی معافی محال ہے ہم انسانوں کے لئے معاف کرنا مشکل ہے مسیح کے لئے بھی مشکل ہے اُس نے کہا یہ کہہ دینا آسان ہے کہ تیرے گناہ معاف ہوئے یا یہ کہ اٹھ اپنی چارپائی لے اور چل پھر آپ اس آیت کے اندرونی معنی ضرور سمجھ گئے ہونگے۔ شاید یہ خیال ہے کہ مفلوج کو صحت بخشنا بہت آسان ہے مگر گناہوں کا معاف کرنا نہایت مشکل بات ہے۔ آپ حیران ہوتے ہیں کہ مسیح یہ بات کہیگا۔ آپ کو توقع تھی کہ گناہ معاف کرنا کم از کم مسیح کے لئے مشکل بات نہیں۔ اُس نے اس کا بیان نہایت ہی فصاحت سے کیا عجیب قدرت سے اُس پر عمل کیا۔ اور بے حد خرابی و رسوائی سے صلیب پر کھل گیا۔ مسیح کے گناہوں کا معاف کرنا بہت ہی مشکل تھا۔

آؤ ہم اس بات کو اپنے خیالات کا مرکز بنائیں کہ مسیح کے لئے گناہ معاف کرنا کیوں محال تھا۔ اول اس لئے کہ مسیح گناہ کو ایک سنجیدہ و سنگین معاملہ خیال کرتا تھا۔ گناہ سے چشم پوشی کرنا آسان ہے۔ مگر جب گناہ کی اہمیت اور سنگینی کو پیش نظر رکھیں تو پھر معاف کرنا امر محال معلوم دیگا۔ فرض کیجئے کہ ایک شخص کا ٹھہرے ہوئے کپڑوں کا ماہر ہے۔ دل وجان



اس فن سے محبت رکھتا ہے۔ اب اگر کوئی مرلی عقل والا
جاہل اُس کشیدے کو بگاڑ دے تو کیا اُس کے لئے
معاف کرنا آسان ہوگا جو کشیدے کو سمجھتے ہیں تمیز
نہیں کرسکتا وہ اس کو نظر انداز کر جائیگا مگر اس کشیدے
کے عاشق کی یہ حالت نہ ہوگی۔

اخلاقی قیمت۔ اب پاکیزہ اخلاق میں بھی
کسی نفس ناکش میں جا کر اب گناہ کے متعلق بعض مذاق
کی باتیں سن لیجئے مگر اس دیندار کا میلان رجحان
کتنا ہو کہ میرے گاؤں کی ایک لڑکی کی عصمت کے خلاف
سازش ہو رہی ہے غصہ کے مارے اس کی آنکھیں لال
اور اس کے دانت پیسنے لگینگے۔ کیا اس دیندار کے
لئے اُس شریر شخص تہ ادکو معاف کرنا آسان ہوگا!
ہرگز نہیں وہ گناہ کی اہمیت سے واقف ہے جب
کبھی کوئی گناہ کی معافی کا بیان اتنے اور عامیت سے
کرتا ہے یقین جانئے وہ گناہ سے چشم پوشی کرنا سکھاتا
ہے۔ معاف کرنا یہ نہیں چشم پوشی تو ہمارے بے غیرتی
شب و روز ہو رہی ہے۔ گناہ کی معافی کا بیان خندہ
پیشانی سے کرنا۔ اس کو اہم قرار دینا۔ اس کے متعلق
سب قربانی اور [illegible] دکھانا یہ آپ کو بڑے دیکھئے
اس کو گناہ کی معافی نہیں ڈھیل کہنا چاہئے۔

گناہ کی سنگینی۔ گناہ ایک اہم چیز ہے۔ وہ ہم کو
مجبور کرتا ہے کہ ہم یہ خیال اپنا رہیں کہ وہ ہم کو
ہسپتالوں اور عدالتوں پر خرچ کرے۔ گناہ ہمارے
خاندانوں کو برباد کرتا ہے۔ جب ہم اُجڑے گھروں
اور برباد زندگیوں کو یاد اور شمار کرنا چاہیں وہ
ہماری بے بسی کو دکھاتا ہے مقراط سے لیکر آج تک
علم ادب کا مرکزی مسئلہ گناہ ہے۔ گناہ نے مغربی
تہذیب کی نیو ڈالی اور اُس کو خون آلود کیا۔ گناہ
سے چشم پوشی کرنا آسان ہے مگر اُس کی سنگینی اور
سنجیدگی کا خیال کر کے معافی ایک امر محال معلوم ہوتا ہے

وہ قسم کی مائیں ہوتی ہیں۔ جو اخلاق کی گہرائی اور
شناخت سے بے بہرہ ہوتی ہیں۔ ان میں ایک
سطی ماں ایسی ہے کہ اُن کو اپنے بچوں سے ویسی ہی محبت
ہوتی ہے۔ جیسے بھیڑیا گیدڑ کو اپنے بچوں سے۔ اگر
ایسی ماں کا بچہ کسی روز کہیں جا کر چوری اور بدکاری
میں غرق ہو جائے۔ گھر آئے تو ماں اس کے گناہ سے
چشم پوشی کریگی بخوشی اُسے گھر میں داخل کریگی۔ اور
ویسے ہی اپنے گناہ کی نسبت بتائیگی جو نہ رہ سکتا
تھا لیکن بعض ایسی ہیں کہ وہ ہرگز معاف نہ کرینگی
معاف کرنا اُن کے لئے ایک تکلیف دہ تجربہ ہے اور
ویسے ہی اُن کے بچوں کے لئے۔ بچوں کے گناہ کا
درد اُن کے دل میں اُٹھیگا گویا کہ انہوں نے خود
گناہ کیا ہے۔ وہ ہمارے دروازے تک جا کر تب
رکینگی۔ اور جب تک ہم اپنی راہوں سے باز نہ آئیں
صبر سے انتظار کھینچینگی۔ وہ ہماری جگہ پر اپنی جان
دینے پر آمادہ ہونگی۔ ہماری تکلیف خود اٹھائینگی اور
اپنی معصومیت کو ہمارے گناہوں کے بوجھ سے لادینگی
وہ معاف تو کرینگی مگر یہ معافی اُس کے بال سفید
کرائیگی۔ یوں ہوتی ہے گناہوں کی معافی۔ ایسی معافی
خود کو دوسروں کے عوض دیتی ہے جو معافی دیتا ہو
اپنے آپ کو دیتا ہے۔ اور یہ آسان بات نہیں مسیح
معافی دینا ایک اہم بات سمجھتا تھا۔ کیا یہ آسان ہے۔
کہ تیرے گناہ معاف ہوئے یا کہ اٹھ اپنی چارپائی
لے اور چلا جا؟

جلال الدین۔

تصحیح

گذشتہ ہفتہ کے نور افشاں کے صفحہ ۳ پر
حل الاشکال کی سرخی "یسوع مسیح کی صلیب پر
وفات کی جگہ "یسوع مسیح کی صلیب پر وفات"
پڑھنا چاہئے۔ ایڈیٹر۔

کُتب بینی

(مسٹر مرغوب چوہان)

پیٹری آرک کا قول ہے۔

کتابیں میری دوست ہیں۔ ان کی سوسائٹی میرے
موافق اور حسب حال ہے۔ ان سے ملاقات کرنا دشوار
نہیں نہایت آسان ہے۔ وہ ہر وقت خدمت کو مستعد
رہتی ہیں۔ میری جب خواہش ہوتی ہے ان سے ملاقی
ہوتا ہوں۔ جب چاہتا ہوں جدا ہو جاتا ہوں۔ یہ تکلیف
نہیں دیتیں میرے ہر استفسار کا جواب دیتی ہیں
قرون ماضیہ کے تذکرے سناتی ہیں صحیفۂ قدرت کا
درس دیتی ہیں۔ فلسفہ حیات کا راز بتاتی ہیں ضبط نفس
کا سبق پڑھا سکھاتی ہیں۔ الغرض علم و حکمت کے
تمام راستے میرے لئے کھول دیتی ہیں۔

آلڈوس ہکسلے کا مقولہ ہے۔

جس کو کتاب سے عشق ہے اس کو کسی دلدار دوست
کی ضرورت نہیں کتب بینی سے ہر شخص اپنا وقت آرام
گذار سکتا ہے۔

"**بشپ ڈراهم**" اپنی ایک مشہور کتاب کے
دیباچہ میں فرماتے ہیں۔

"کتابیں ہماری معلم ہیں جو ہم کو تنبیہ و ہتھیار نہیں
کرتیں۔ ان کے چہرے غصے سے لال نہیں پائے
جاتے۔ اگر ہم ان کے پاس جائیں تو ناک بھوں
نہیں چڑھاتیں۔ ہر قسم کی محققانہ تحقیق اور جستجو کا جواب
نہایت متانت اور سنجیدگی سے دیتی ہیں۔ بخل نہیں
کرتیں۔ ہماری غلطی پر خفا نہیں ہوتیں۔ ہماری جہالت
اور عدم واقفیت پر فرمائشی قہقہہ تک نہیں لگاتیں۔

"**مرالقن**" کے الفاظ کو متعدد بار پڑھو۔ سوچو
اور غور کرو۔

"یہ ہمارے حیطۂ اقتدار اور قبضۂ قدرت میں ہے

کہ ہر زمانے کے علماء اور حکماء کو جو اس مجموعۂ فرقت پر پیدا ہو چکے ہیں جمع کریں۔ انہیں اپنے ساتھ گفتگو پر مجبور کریں۔ ہم "زینوفن" اور "سسرو" سے بحث کر سکتے ہیں "افلاطون" اور "نیوٹن" سے نظریے حاصل کر سکتے ہیں۔ "حافظ" اور "عمر خیام" کی صحبت میں عالم کے غم بھلا سکتے ہیں۔

تو کیونکر؟

بکتب بینی سے۔

حضرت سسرو فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں۔

ایک کمرہ بلا کتب کے بطور جسم بغیر روح کے۔

اس کی چنداں ضرورت نہیں کہ ہر شخص بوقت کتب بینی "ہرکل" اور "والیئر" ہو جائے۔

کولیرز کہتا ہے۔

کتب جوانوں کے واسطے چراغ ہدایت "بچپن" اور "بڑھاپے" کے لئے دل بہلانے کا سہارا ہیں اور تنہائی میں ہماری رفیق۔ یہ ہم کو انسانی عیوب و نقائص کے فروگذاشت کرنے کی راہ، ضبط اور ہوشیاری کو سکھاتی اور مایوسی کو دور کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ ہم زندہ دوستوں کی صحبت سے پریشان ہو کر تھک جائیں تو مردہ دوستوں (کتب) کے پاس جا سکتے ہیں جو ہر قسم کے تکبر اور غرور سے پاک ہیں۔

کسی گاؤں میں ایک لوہار کے پاس ایک ناول تھی۔ وہ اپنے گھر کے پاس بیٹھ کر باشتیاق مجمع کے روبرو پڑھا کرتا تھا۔ کتاب ضخیم تھی۔ لوگ گوش ہوش سے سنتے تھے۔ آخر جب قصہ تمام ہوا اور لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس کا ہیرو کامیاب ہوا تو ان لوگوں کو اس قدر خوشی حاصل ہوئی کہ انہوں نے فوراً جا کر جوش مسرت سے گرجا کے گھنٹے کو دیر تک بجایا۔

یہ تو دماغوں کی جسم معدوم کا لطیفہ ہے۔ جو آج علوم کا مرکز ہے۔ مگر کتب بینی ان جگہوں میں بھی تبدیلی پیدا کر دیتی جہاں وہم و گمان بھی نہیں تھا۔ ہمارے تنگ خیال اور متعصب ناظرین ہمیں معاف کریں کہ ہم عرب کے فرزند اعظم **محمد صلعم** کے زریں اقوال لکھنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ آپ فرماتے ہیں۔

جو شخص علم کی تلاش میں نکلے۔ خدا اس کو جنت کا راستہ دکھائیگا۔ فرشتے علم کے متلاشیوں کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ایک عالم کو ایک عبادت گذار شخص پر وہی فوقیت حاصل ہے جو چودھویں رات کے چاند کو ستاروں پر حاصل ہے۔ جھولے سے لحد تک علم حاصل کرو۔ علم کا ایک نقطہ سو نمازوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ اور عالم کی سیاہی شہید کے خون سے زیادہ مقدس ہے۔

بجا ہے جو دائیں تھیں جنہوں نے عرب کی کایا پلٹ دی اور اُستاد حالی کو کہنا پڑا ہے

سپید و سیاہ پر ہے احسان عرب کا
ہرا کر گیا سب کو بستاں عرب کا

لارڈ میکالے کو تمام دنیاوی آسائش و آرام دولت جاہ۔ عزت۔ غرض سب کچھ حاصل تھا مگر ٹرویلن کی "لائف آف میکالے" پڑھ کر ہمیں معلوم ہوا کہ لارڈ موصوف کو سب سے زیادہ مسرت کتب بینی سے حاصل ہوتی تھی۔

اب رہا اس بات کا ہے کہ کونسی کتب دیکھی جائیں۔ کیونکہ بدمعاش اور پاجی آدمیوں کی طرح بدمعاش اور پاجی کتابیں بھی دنیا میں بھری ہیں۔ ہم بدمعاش اور پاجی آدمی سے باتیں کرتے ہوئے جھجکتے ہیں مگر بدمعاش اور پاجی کتاب کا ایک ایک لفظ شربت کے گھونٹ کی طرح ہمارے حلق سے اتر جاتا ہے اور ہمیں خبر نہیں آتی بلکہ اس کی برائت دریا معلوم ہوتی ہے۔

آہ عیسائیو۔ تمہیں کیا ہو گیا۔ اس محبوب ترین مسیح کی مقدس اور قابل تقلید نصیحت پر غور کرو جس نے تمہیں بار بار کہا کہ۔

اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے واسطے دعا مانگو۔ خدا را اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اور بتاؤ کہ ان پیارے الفاظ پر تم کہاں تک عمل کرتے ہو۔ تمہارے گاڑھے پسینے کی کمائی ایسی بدمعاش کتابوں کے خریدنے میں صرف ہوتی ہے کہ جن کو پڑھ کر تم مباحثہ اور مناظرہ کے میدان میں ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے دشمن کو شکست دے سکو۔ محبت کی بجائے تم نفرت کا جواب نفرت میں دیتے ہو۔ کیا کبھی "تحقیق الاسلام" کا مطالعہ بھی کیا۔

جب میں یروشلم میں تھا تو میری نظر سے ایک ایسی کتاب گذری جس کو پڑھ کر میرے آنسو جاری ہو گئے۔ اس کتاب کا مصنف ایک یہودی تھا۔ اس نا عاقبت اندیش مصنف نے جناب مسیح اور حضرت مریم پر ایسے ایسے ناپاک بہتان لگائے جن کے بیان سے دل اور قلم عاجز ہے۔ جب یہ کتاب مفتی اعظم یروشلم کی نظر سے گذری تو اس نے فوراً اہل یروشلم کا ایک جلسہ منعقد کیا۔ اس جلسے میں فلسطینی مسلمانوں نے عہد کیا کہ جب تک اس یہودی کی بوٹی بوٹی نہ کر دی جائیگی ہم پر کھانا حرام ہے۔ جو شخص جناب مسیح اور مریم صدیقہ پر ایسے ایسے بہتان لگائے ہم اس کا خون پی جائینگے۔ چنانچہ جب تک مسلمانوں نے اُس یہودی کی بوٹی بوٹی نہیں اُڑا دی انہیں چین نہ آیا۔

آج تمہاری یہ حالت ہے کہ وہ قوم جو تمہارے مسیح کو ایک عظیم الشان نبی اور روح اللہ تسلیم کرتی اور علیہ السلام اور علیہا السلام وغیرہ کے بغیر نام نہیں لیتی اُسی قوم کے خلاف تم ایسی سازش

میں مبتلا ہو جو نہایت خطرناک ہے۔

ہم نے ابتدائی سطور میں مشاہیر عالم کے اقوال درباره کتب بینی نقل کئے ہیں۔ اس سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ پڑھنا خطرناک نہیں بلکہ عکیات نقل ہے۔ اس لئے میں کمال ادب سے عرض پرداز ہوں کہ خدا کے لئے کتب بینی کرو اور کتب بینی کا شوق اپنے اندر پیدا کرو۔ مگر میں تمہیں مسیح کا واسطہ دیتا ہوں اس کے مقدس خون کا واسطہ دیتا ہوں کہ تفرقہ اور نفاق پیدا کرنے والی، اخلاق کو تباہ و برباد کرنے والی بدمعاش اور پاجی کتابیں نہ پڑھو۔ یاد رکھو ایسی ایسی مکروہ کتابیں پڑھ کر مسیح کے نام کو بٹہ لگتا ہے۔ ایسے حال میں قیامت کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

افسوس میری تحریر طول کھینچ گئی۔ آخر میں تمہیں ایک ایسی کتاب کے پڑھنے کا مشورہ دیتا ہوں جس نے ہندوستان کے مہذب کنبوں میں عزت و توقیر کی جگہ حاصل کی ہے۔

میری مراد **تحقیق الاسلام** سے ہے۔ خدا کے لئے اسے پڑھئے۔ گھبرائیے نہیں۔ تعصب اور ہٹ دھرمی کو دل سے نکال دیجئے اور نہایت ٹھنڈے دل سے اس لاریب کتاب کا مطالعہ کیجئے۔ آپ حیران ہونگے کہ یہ میاں مشتری کیوں چوں تحقیق الاسلام پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ آخر میں کیس بابع کی حلہ میرے دوستو یاد رکھو۔ میں صرف چوں چوں نہیں ہوں اور نہ ہی تکبر اور غرور سے کہتا ہوں۔ میرے دماغ کی الماری میں مشرق و مغرب کے بڑے بڑے مصنفین کی بہترین تصانیف ہیں۔ جنکو میں بوقت ضرورت استعمال کر سکتا ہوں۔ اگر آپ میری باتوں کو یکہ اس خیال کرتے ہیں تو **میں آپ حضرات کو چیلنج دیتا ہوں کہ گذشتہ دو ہزار برس میں کوئی ایسا مسیحی مصنف بتاؤ جس نے تحقیق الاسلام جیسی لاجواب کتاب لکھی ہو۔**

اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو بعرض ادب التجا کرتا ہوں کہ گذشتہ کتابیں تو ہزاروں کی تعداد میں نکل چکی ہیں اور وہ کتاب جو اتحاد و اتفاق کا واحد رستہ ہے جو بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے لگاتی ہے جو بدی اور عداوت کا قلع قمع کر کے اولاد اسماعیل کو اولاد اسحاق سے ملاتی ہے۔ کیوں نہ پڑھی جائے کیوں اس کا مطالعہ کیا جائے کیوں برادران وطن تک نہ پہنچائی جائے۔

حقیقت علم ادب و ادیب

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ منشی فاضل ہیڈ مولوی لودیانہ۔ پنجاب)

عنوان بالا کے تحت میں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ناظرین درخشاں کی ضیافت طبع کے لئے علم و ادب کی عجیب و غریب معلومات کو ہدیہ ناظرین کیا جاتے ہیں۔ یہ مضمون بھی کس قدر طویل ہوگا اردو زبان اب تک اس کی محتاج ہے۔ مسیحی ترجمہ اس کا سرنہیں رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اردو خواں اصحاب کی ضرورت کا احساس کر کے اس مضمون پر قلم اٹھائی ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ ہر ایک ناظر علم ادب و ادیب سے بڑا علمی و ادبی فائدہ اٹھائیگا۔ ایڈیٹر

ناپسندیدہ اقوال اور ناشستہ افعال سے نفس کی حفاظت کرنا اور خود کو عزت و حرمت کے پایہ میں نگاہ رکھنا اور اپنی اور دوسروں کی آبرو ریزی نہ کرنا ادب ہے۔ اور حقیقت ادب یہ ہے کہ بزرگان صاحب کمال و پیشوایان نیکو خصال کے اقوال کی کما حقہ متابعت کریں حکماء کا قول ہے کہ بنی آدم کے لئے بہترین سرمایہ اور خوش ترین پیرایہ ادب ہی ہے۔ کیونکہ یہ ایک عادت ہے کہ جو جنس خاص و عام ہے سے

ادب بہتر از گنج قارون بود
فزوں تر ز ملک فریدون بود

بزرگاں نکردند پروا ہو مال
کہ اموال را ہست نقد و زوال

عناں سوئی علم و ادب تافتند
کہ نام نکو از ادب یافتند

ایک اور شاعر کہتا ہے سے

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضل رب

از ادب پر نور گشت است این فلک
وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

ایک اور شاعر کہتا ہے کہ سے

ادب تاجیست از لطف آلہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اس شعر میں قابل شاعر نے ادب کی تعریف نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایسے بے نظیر پیرایہ میں بیان کر دی ہے کہ اس سے بہتر ایک شعر میں ادا کرنا محال ہے شعر کا مفہوم بہت صاف اور نہایت پاکیزہ و لپسندیدہ ہے۔ یعنی ادب کیا ہے وہ لطف آلہی کا ایک **تاج** ہے اس کو سر پہ رکھ کر جس جگہ دل چاہے چلا جا جیسی تاجداروں بادشاہوں کی عزت ہوتی ہے ویسی ہی اس لطف آلہی کے تاج پہن لینے والے کی ہوگی۔ یوں تو مختلف شعرا نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق ادب کی تعریف نئے نئے پیرایوں میں بیان کی ہے۔ لیکن اس شعر کو میرے خیال میں سب پر **ترجیح** حاصل ہے

عام طریق پر ادب کے معنی خوش اخلاقی۔ نیک سیرتی۔ خوش خوئی۔ آئین۔ طریقہ۔ طور۔ طریقہ۔ توقیر و عزت سلیقہ و سنجیدگی۔ تمیز۔ اہلیت۔ تسلیم۔ سلام۔ کورنش

نشست و برخاست کا احسن طریقہ وغیرہ ہیں۔

یہ تمام ایک طریق پر ادب کے سطحی معانی ہیں لیکن ادب کے معانی یہیں تک محدود نہیں۔ بلکہ اس لفظ کا مفہوم اس سے اور بھی زیادہ اعلیٰ شان رکھتا ہے۔ لغت میں لفظ ادب کے معنی ہر چیز کی حد کو نگاہ رکھنے کے ہیں۔ اور اصطلاحی طریق پر ادب سے مراد قاعدہ و اصول علم یا بالحقیقت زبان۔ تقریباً خوشنما طریق سے برتنے کا سلیقہ۔ اور ادب وہ علم ہے کہ جاننے سے کسی زبان کے بولنے اور لکھنے میں غلطی یا لغزش واقع نہیں ہوتی۔ اس کی کئی قسمیں ہیں جیسے علم لغت۔ علم صرف۔ علم اشتقاق۔ علم نحو۔ علم معانی۔ صنائع بدائع محسنات لفظی و معنوی۔ علم رسم الخط۔ عروض۔ قافیہ۔ علم قرض الشعراء۔ علم انشاء و ضرب الامثال وغیرہ وغیرہ ہیں۔

ادیب یا ماہر علم ادب سے مراد ایسا شخص ہے کہ جو مذکورہ بالا تمام مراتب کا جاننے والا ہو اور ہر موقع پر ہر شاخ سے بطریق احسن اور بکمال موزونیت سے کام لے سکے۔

موضوع علم ادب

علم ادب کا موضوع حروف۔ الفاظ اور زبان یا زبانوں کی مختلف حقیقتیں یا کیفیتیں ہیں جہاں تک زبان یا زبانوں کی وسعت اور تعلق ہے۔ وہیں تک علم ادب کی بھی وسعت اور تعلقات پہنچتے ہیں۔ اس طرح ادبیات کے دائرہ میں فن موسیقی۔ مصوری۔ سنگتراشی۔ تعمیرات و تاریخ بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ علوم و فنون بھی ادب کے ساتھ نسبتاً ایک تعلق رکھتے ہیں جب شاعری حلقۂ ادب میں شامل ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ فن موسیقی اس میں داخل نہ کیا جائے۔ اور جب فن مصوری۔ فن تعمیرات۔ فن سنگتراشی جو در اصل شاعری ہی ہے اس میں داخل ذکر کیا جائے۔

شاعری کیا ہے ؟ پاکیزہ جذبات دماغی کو موزونیت کیساتھ اظہار ہے۔ جو خاص خاص دماغوں سے مختلف کیفیات کے زیر اثر وقتاً فوقتاً مترشح ہوتا ہے اور جس میں **تخیلات نادرہ** اور **محاکات کاملہ** کا اظہار بہترین موزوں الفاظ کے ذریعہ سے خاص جدید طرز میں کیا جاتا ہے۔ اور یہی حق نہ کہ وہ لطف درون لطیفہ کو بھی حاصل ہے تو شاعر جو کلام دل میں اتر جانے والے موزوں الفاظ سے لکھتا ہے مصور وہی کلام نقوش سے اور سنگتراش مجسم نقش و نگار بنانے سے اور موسیقی داں متناسب سروں کے استعمال سے لیتا ہے۔ زبان اور دماغ میں ایک نسبت خاص ہوا اور تمام فنون لطیفہ دماغ ہی کا اثر و کیفیات متنوعہ ہیں کیونکہ پہلے خیال دماغ میں پیدا ہوتا ہے۔ پھر مادی صورت اختیار کرتا ہے۔ خواہ وہ بذریعہ الفاظ تحریری ہو یا بذریعہ نقاشی وغیرہ وغیرہ۔ یہ بھی ایک قسم کی شاعری ہے اگرچہ صحیح معنوں میں کو شاعری نہ کہہ سکیں لیکن یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ شاعروں کی اغراض کیفیات سے وہ خالی ہے چونکہ علم ادب کی تاریخ بھی ہے اس لئے اس جگہ اس تعلق کی وجہ سے ہی تاریخ کو حلقۂ ادب میں جگہ دینی ضروری بلکہ ادبی امر ہے۔

ایک نادر موقع

یہ موقع ہرگز دوبارہ نہ دیا جائیگا

[illegible]

آرمی پولیس کوپ منٹ سپلائی کمپنی کا پتہ

پنجاب کی اچھوت جاتیاں

چوہڑے - ان کی کل تعداد ۷۸۶ ۹۶۲ ہے۔ جس میں سے ۲۵ ۴ ۳ ۹ ۹ ۲ ہندو ہیں ۲۰۲ ۴ ۴ سکھ اور ۲۰۷ ۹ ۹ مسلمان ہیں۔ یہ اعداد و شمار ۱۹۲۱ء کے ہیں۔ اور ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں چوہڑوں کی تعداد ۴ ۳ ۵ ۷ ۳ ۲ ۹ تھی۔ یعنی دس سال میں چوہڑوں میں ۱۵۵ ۴ ۷ یعنی پونے دو لاکھ کی کمی تو اصل میں واقع ہوئی۔ اور ڈیڑھ دو لاکھ سے زیادہ یہ رنگ عیسائی بنے۔ ایسا ہی باقی بھی ادھر ادھر ہو گئے۔

ڈواکی یا کولی سے زیادہ تر کانگڑہ میں پائے جاتے ہیں۔ جہاں ان کی تعداد ۹۶۴ ۴ ۳ ہے شملہ کی ریاستوں میں بھی کثرت سے ہیں۔ وہاں ان کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔

اوڈو - ملتان میں سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ جہاں ان کی تعداد ۵۷۹۵ ہے مظفرگڑھ میں ۳۲ ڈیرہ غازی خاں ۶۲۳۵ منٹگمری ۲۲۰۶ یہ سب ہی مسلمان اور کرنال میں سب سے زیادہ ہیں جہاں ان کی تعداد ۳۱۵۰ ہے۔ لاہور میں مسلمان اوڈ ۴۹ اور منٹگمری میں ۱۵۲۹ ہیں۔ کل تعداد ۳۴۳۰ جس میں ۱۰۲۹ مسلمان۔

سانسی - امرتسر میں سب سے زیادہ ہیں ۲۲۵۵ لاہور ۲۸۲۲ گوجرانوالہ ۲۰۳۳ کرنال ۲۵۰۵ انبالہ ۲۳۳۶ گورداسپور ۲۳۱۹ اس کے علاوہ شیخوپورہ۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ منٹگمری اور پٹیالہ میں بھی کافی تعداد میں ہیں۔ یہ سب ہندو ہیں۔ ان کی تعداد ۲۸۵۳۳ ہے۔

ڈوم - کل تعداد ۲۰۰۳ جو کانگڑہ میں ۲۰۲۸۴ گورداسپور ۲۲۹۶ ۔ اٹک ۴۹۸ ۔ ریاست منڈی ۱۰۰۱ جن میں ۲۲۳ ۔

مہتمم۔ کل تعداد ۴۴۳۰۵ فیروزپور میں ۱۹۲۵۳۔ لاہور ۲۰۵۹۲ منٹگمری ۵۵۵۰۳ مظفر گڑھ ۹۹۲۵۔ بہاولپور ۹۱۳۔

میگھ۔ کل تعداد ۳۱۵۳۵، ہند و سیالکوٹ ۲۲۳۳۳ گورداسپور ۹۱۳۰۔

موچی۔ کل تعداد ۱۹۹۷، ہندو ۷۶۰، ۲۲۳۳۲ مسلمان۔

دھانک۔ کل تعداد ۵۵۲۷۵ حصار میں ۲۳۴۳۳ رہتک ۴۴۴۴ گوڑگانوہ ۲۷۷۵ پٹیالہ ۱۰۵۹۷۔ جیند ۲۹۹۲ نابھہ ۲۲۳۲۳

کھٹیک۔ کل تعداد ۱۰۳۵۹

مذہبی۔ کل تعداد ۹۴۴۸۱ لدھیانہ ۱۴۵۴ فیروزپور ۱۷۸۸۹ امرتسر ۱۱۰ شیخوپورہ ۸۸۸۷ لائلپور ۹۴۴۴ لاہور ۵۶۹۰۔

جیسوارا۔ کل تعداد ۹۲۳۹، لاہور ۲۹۷۵ انبالہ ۲۸۰۰۔

کوری۔ کل تعداد ۵۳۰۷، انبالہ ۳۷۷۳ لاہور ۲۷۹۵۔

بوریا۔ ۵۳۰۰۳ کل تعداد حصار ۲۰۱۱ فیروزپور ۹۷۹ لاہور ۳۷۴ فریدکوٹ ۳۹۰ پٹیالہ ۳۱۱ بہاولپور ۵۰۰۹

بٹوال۔ کل تعداد ۳۳۴۳۸ کانگڑہ ۱۵۳۴۳۔ گورداسپور ۴۹۳۸۔ سیالکوٹ ۱۲۲۶۵۔

اہیری۔ ۴۶۹۴ حصار ۹۰۰۲ پٹیالہ ۳۰۵۰ جیند ۱۹۲۹۔

(آر، ہیگوٹ)

زندہ اقوام کے اخبارات کی حالت

جرائد انگلستان کے اعداد و شمار

زندہ اقوام کے ہر شعبۂ زندگی میں ایک بیداری اور زندگی پائی جاتی ہے۔ ذیل کے اعداد و شمار جو جرائد انگلستان کی اشاعت پر ظاہر کرتی ہیں۔ ہمارے لئے سبق آموز ہو سکتے ہیں۔

نام اخبار	تعداد خریداران
ٹائمز	۱۹۱۸۸۷
نیوز آف دی ورلڈ	تیس لاکھ
ڈیلی ہیرلڈ	دو لاکھ
ڈیلی پیپر	۱۰۰۲۸۸۲
ڈیلی کرانیکل	دس لاکھ
آبزرور	۴۱۳۵۳
بیکوشو	۲۶۸۳۸۰
کلب	۸۹۳۵
سنڈے ایکسپریس	۲۰۰۰۰
برٹش ویکلی	۸۰ ہزار
پنچ	ایک لاکھ ۱۰۰۰۰۰
آنسر	۴۸۸۹۶۱
براڈ کاسٹ میگزین	۳۶۰۰۰
گڈ ہوس کیپنگ	۱۴۳۴۸۹
نیشن میگزین	۱۶۲۹۰۸
ولڈن ویکلیس میگزین	۹۱۳۶۱۲
چیپ ٹائمز	۵۸۹۹۱
براڈ میگزین	۲۰۳۳۵۱
مائی میگزین	۱۰۹۱۰۱
لیڈیز جرنل	۲۳۱۶۳۱
جان بل	۷۱۹۲۵۵

منشی اسپیا کی صد بندی کے لئے اقوام کی انجمن نے روس کو نومبر میں جنیوا آنے کی دعوت دی تھی لیکن ماسکو کے معاملات خارجیہ کے کمشنر نے شمولیت سے انکار کر دیا ہے۔

سٹاک ہولم یکم نومبر ایک کورٹ مارشل نے جرنیل رڈلر اور جرنیل مرادیا کو ایک سیاسی جلسہ میں شمولیت کیلئے ایک قلعہ میں ۲ ماہ کی حراست کا حکم دیا ہے۔

لنڈن ۳۱ اکتوبر۔ حکومت برطانیہ آخر اس بات پر آمادہ ہو گئی کہ دستاویزوں کے مندرجات جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ دستاویزی شہادت بہم پہنچاتے ہیں جس سے ان ذرائع کا پتہ چلتا ہے جن سے جنگ کے دوران میں اور اس کے بعد جرمنی کو اسلحہ دستیاب ہوتے تھے۔ نامہ نگار کی رائے ہے کہ ان انکشافات سے جرمنی کی فوجی طاقت کی نگرانی میں سہولت پیدا ہو جائیگی۔ لیکن جنوب میں اس امر کا کافی شبہ موجود ہے کہ جرمنی نے اپنے تمام ذرائع کے متعلق معلومات بہم پہنچائے۔

لنڈن ۲ نومبر۔ مسٹر بیکانڈ وزیر دفاع نے استعفے دیدیا ہے۔

گورمکھی اخبار ورک نوٹی کی کتاب کو پنجاب گورنمنٹ نے ضبط کر لیا ہے۔

سردار تیجا سنگھ سمندری آجکل لاہور جیل میں ہیں ان کے مکان کی پولیس نے تلاشی لی اور بہت سی اشیاء قرق کر لیں۔ (منجانب ناظم)

مدراس ۴ نومبر۔ ترچناپلی سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ گذشتہ اتوار کی رات کو مقامی ڈپٹی کلکٹر مسٹر … کے دفتر میں چوری کی شدید واردات ہوئی ہے۔ کمرے کی کھڑکی ذریعہ سے دروازہ کیا گیا تھا۔ اور دو پستول جو وہاں حفاظت کی غرض سے جمع تھے اٹھا لئے گئے۔ مجاز فرز زیر حراست ہے اور پولیس کے منتری [illegible] پر شبہ ہے۔ تحقیقات مسلسل کئے گئے ہیں۔

جیپا سم یکم نومبر۔ ۱۰۰ کانگرسی محصول کے باعث گرفتار کئے جا رہے ہیں۔ محصول کلکٹر ۲۰ کانگرسی محصول کی تحریک میں حصہ لینے کے جرم میں برخاست کیا گیا ہے۔ گول میز کانفرنس کمیٹی کے اجلاس اس مضمون کا ریزولیوشن منظور کیا گیا ہے۔ کہ جب تک کانگرس میں سول نافرمانی کے اصولوں پر عمل میں لانے کا فیصلہ

منظور کیا جائے۔ اس وقت تک کسی ٹیکس کی ادائیگی کو ترک کرنا درست نہیں ہے۔

رنگون ۳ نومبر۔ ۳۰ اکتوبر کی رات کو ضلع بسین کے ایک موضع میں چند ڈاکوؤں نے ڈاکہ ڈالا تھا۔ دیہاتیوں نے ان کا مقابلہ کیا جس میں ۳ ڈاکو گرفتار۔ اور ۲ ہلاک ہو گئے۔ ۴ گاؤں والے بھی مجروح ہو گئے۔ گورنر نے دیہاتیوں کی بہادری پر مبارکباد دی ہے۔ اور زخمیوں سے اظہار ہمدردی کیا ہے۔

کلکتہ ۴ نومبر۔ مہاتما گاندھی کلکتہ پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے سوراجیہ پارٹی کے جلسہ میں شرکت فرمائی۔ شام کو چونکہ کا آدان سیر کرنے کو گئے۔

لنڈن ۳ نومبر۔ مسٹر جیو جانسن نے آج ایک ضیافت میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جیسے حکومت کرنے کے لئے ہی حکومت ہونی چاہئے۔ ہم نے ہندوستان کو سیاسی آزادی دے رکھی ہے۔ لیکن اس کی گورنمنٹ کی تمام ذمہ داری پارلیمنٹ کے اوپر ہے۔ ہم ہندوستان کے متعلق گزشتہ پالیسی کو تبدیل نہیں کرنا چاہتے لیکن اس کے ساتھ ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ وہاں کسی قسم کی تشدد آمیز کارروائی برٹش راج کو اُٹھانے کے لئے نہ کی جائے۔

ٹوکیو یکم نومبر۔ حکومت کا ایک اعلان ظاہر کرتا ہے کہ سرکاری افواج نے شاہی کوان چینگ دائیکٹ کرن اور دیسٹا پر قبضہ کر لیا ہے اور تین ہزار چینیوں کے حامیوں اور ایک دستہ کو گرفتار کر لیا ہے۔

پیکن ۲ نومبر۔ مسٹر ہوانگ کے سوائے باقی وزراء نے استعفے داخل کر دئیے ہیں۔ مسٹر ہوانگ کو قائم مقام وزیر اعظم بنایا گیا ہے۔ اور ڈاکٹر وانگ وزیر خارجہ۔ باقی وزراء کے اسمائے گرامی مسٹر وانگ ثانی ٹنگ۔ مسٹر وانگ یونگ چیانگ امیر البحر توشی کو ہے۔

نورافشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

اُردُو ٹریکٹ

انتخاب میزان الحق ۔ حصہ دوم۔ خدا کی شریعت اور اس کے ارادہ کے بیان میں۔ حصہ سوم۔ آدمی پہلے کس حال میں تھا اور اب کس حال میں ہے۔ حصہ چہارم اس نجات کے بیان میں جو مسیح کے وسیلے سے عمل میں آئی۔ حصہ پنجم۔ اس بیان میں کہ آدمی مسیح کے نجات کے فیض کو کیونکر پہنچ سکتا ہے۔ حصہ ششم اس شخص کے چال چلن کے بیان میں جو مسیح پر ایمان لایا۔ حصہ ہفتم اس بیان میں کہ انجیل کی تعلیم شروع میں کیسے مشہور ہوئی اور کیونکر پھیلی۔ حصہ ہشتم اس دعوے کی تحقیق میں کہ محمد کی خبر کتب عہد عتیق و جدید میں ہے۔ حصہ نہم چند نکتے متن قرآن کے بیان میں۔ حصہ دہم محمد کی صفات اور چال چلن کے بیان میں۔ حصہ یازدہم دین اسلام کے مشہور و معروف ہونے کے بیان میں قیمت فی حصہ ۳ پائی۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی ۔ یہ اس قدر مشہور ہے کہ پچھلے بارہ ہزار کی تعداد میں چھپ کر فروخت ہو رہا ہے۔ صفحہ ۱۶ - ۳ پائی۔

کامل مسیحی کاملیت کیا ہے اور وہ کیسے حاصل ہوتی ہے۔ صفحہ ۴۱ - ۹ پائی۔

خطِ انگا گو جو ۱۹۲۱ء میں مسیحی ہو گئے تھے۔ اُن کی نسبت اس میں عمدہ معلومات درج ہیں صفحہ ۲۰ - ۲ پائی۔

خاص آیتیں ۔ بائبل کی ۱۰۰ آیتیں جو مسیحی دین کے لئے منتخب کی گئیں صفحہ ۱۴ - ۳ پائی۔

کاشف الحق مقدس پطرس کی سرداری کے متعلق رومن کیتھولک عقیدہ رکھنے والوں کو جواب صفحہ ۱۶ - ۶ پائی۔ ملنے کا پتہ۔

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

برنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور بہت عمدہ مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے وسیع اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر پرنسپل برنگ ہائی سکول۔ بٹالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۲ء سے صرف ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہے جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بہت اعلیٰ ہو گیا ہے

فیس چھوٹی کلاس پرائمری میں فی طالب علم ماہوار ۲ آنہ ہے اور پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری کالج ہے۔ اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار ہے کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جو کوئی ماہ سے اس تک بورڈ کا حصہ ہو گا۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔



کہ انسانوں اور قوموں کے درمیان خدا کی روح زیادہ کام کرتی ہوئی دکھائی جائے۔

اس روز پنڈت شیام شنکر ایم۔ اے نے سناتن دھرم پر لکچر دیا۔ آپ نے اپنی قابلیت کے زور سے سناتن دھرم کو ایک خوشگوار رنگت و شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی مگر مجھے شک ہے کہ خود سناتن دھرمیوں کو بھی آپ سے اکثر باتوں میں اختلاف ہوگا۔ آپ نے اپنی ساری لیاقت خرچ کر دی۔ مگر تقریر کے تفصیلی حصص سے ہرگز یہ بات واضح طور پر معلوم نہ ہوسکی کہ دراصل سناتن دھرم ہوکیا چیز۔ آپ نے کہا کہ ہندو دھرم کی حقیقی قوت عام لوگوں کی فہم و تفہیم سے باہر ہے۔

اس سے آگے کانفرنس میں اسلام پر تین تقریریں ہوئیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے اسلام کے بنیادی اصول پر۔ شیخ کاظم دہلی صاحب نے زندگی اور مذہب اور تقدس آب خلیفۃ المسیح نے تحریک احمدیت پر بولنا تھا مگر عجیب بات یہ ہے کہ حاضرین نے ان میں سے ایک ہی تقریر ان کی زبانی نہ سنی۔ مقرر اول تو اس جلسہ میں آہی نہ سکے۔ اُن کی جگہ مسٹر اے یوسف نے لی۔ مقرر دوم نے مسٹر ایس۔ آر۔ نولڈ کی معرفت مضمون پڑھنا پسند کیا اور مقرر سوم نے اپنے ایک سکرٹری کو اس کام پر مامور کیا۔

مرزا بشیر الدین صاحب کی تقریر کے ضروری اقتباس یہ ہیں کہ۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے تحریک احمدیہ کی بنا ۱۹۰۱ء میں ڈالی۔ جس نے مہدی اور مسیح ہونے کا دعوےٰ کیا۔ مگر اس کی سخت مخالفت ہوئی تاہم ۱۹۰۸ء میں وفات کے وقت ہزارہا لوگ ان کے مرید ہوگئے۔ اس وقت مریدوں کی تعداد دس لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ فیض مسیحیت ایک سے دوسرے تک منتقل ہوتی جائیگی چنانچہ میں اس سلسلہ کا تیسرا شخص ہوں۔ جیسے کہ یہودیت سے مسیحیت نکلی۔ اسی طرح اسلام سے احمدیت نکلی ہے۔ یہ کوئی نیا مذہب نہیں صرف اسلام ہی کی تکمیل ہے۔ مسیح ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ مرزا صاحب سچ مچ اصل یسوع مسیح ہی تھے۔ مُراد یہ تھی کہ مسیح کی طاقت اور روح مرزا صاحب میں تھی۔ مقرر نے توڑ مروڑ کر اسلامی مسائل کو ایسی اصطلاحات میں بیان کیا کہ کانفرنس کی ایک شرط کو توڑ دیا۔ یعنی اس نے کہا کہ مسیح موعود ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے جبکہ اسلام کے نام پر مروج تعلیمات کی اصل اسلام سے کوئی مناسبت نہ رہی تھی۔ اس کے بعد مقرر نے بتلایا کہ اسلامی پیش خبریوں کے بموجب مرزا صاحب عین وقت مقررہ پر مبعوث ہوئے جبکہ بہت سی باتیں خدا کی مرضی کے خلاف دنیا میں پھیلی ہوئی تھیں۔

پھر ڈاکٹر ڈبلیو۔ اے۔ ڈی سلوا نے بدھ دھرم پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ لنکا میں اس مذہب کا اس قدر مجموع و اثر ہے کہ بودھوں نے باوجود ہر طرح کی تکالیف برداشت کرنے کے اپنے دھرم کو نہ چھوڑا حالانکہ یہ حراتی اور سختی ۱۸۱۵ء تک چلی آئی جبکہ گورنمنٹ برطانیہ نے اسے منسوخ کرایا۔ اگر کوئی شخص ایک اور الہامی کتاب لے جاکر لنکا میں پیش کرے تو وہ لوگ اس شخص کے دعاوی کا امتحان اپنی کتاب مقدس سے ہی کرینگے۔ جہاں بودھوں کو اتفاق ہوگا کچھ نہ کہینگے اور جہاں اُن کو اختلاف ہوگا وہ ہرگز ہرگز اُس کی نہ سنینگے۔

اس پر راے زنی ہوئی۔ صدر مجلس مسٹر آر۔ ڈیوڈس نے بیان کیا کہ لنکا کی یہ خوش قسمتی تھی کہ اہل لنکا کی یہ عادت ۲۲ صدیاں پہلے نہ تھی جبکہ راجہ اشوک کے مبلغ جزیرہ میں آئے اُس وقت اہل نے ان کی باتیں سُنیں اور زیادہ عقلمندی سے کام لیا اور جب مہاتما بدھ کی تعلیم پیش کی گئیں تو فوراً اپنے معتقدات کو بدل لیا۔

اسی روز سیر کور (؟) پارسی مذہب پر مسٹر جی کے نامیمن بمبئی دو جین مت پر راے بہادر جگمندر لال جینی چیف جسٹس اندور (؟) سکھ مذہب پر جانی کابن سنگھ ساکن نابھ اور دو اسلامی تصوف پر سوفی حافظ روشن علی سکندر لال نے تقاریر کیں۔

(ٹریبون ۱۲-۱۰ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

اس سے اگلے روز برہمو سماج اور آریہ سماج پر لکچر ہونے تھے۔ افسوس کہ اس کی کارروائی ہمیں نہ مل سکی اگر کسی صاحب کے پاس ۱۰ اکتوبر کا ٹریبون ہو تو بھیج دیں۔

آخر میں ہم نہایت حیرت سے یہ کہتے پوچھتے ہیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب جماعت احمدیہ لاہور کی جانب سے اسلام کی تبلیغ کا جھنڈا لیکر لنڈن کو گئے تھے مگر اب وہ ایک سُنی کی حیثیت سے پیش ہوئے ہیں۔ اس کی وجوہات یہ ہوسکتی ہیں کہ

(۱) خواجہ صاحب نے دیکھ لیا ہے کہ ولایت میں پنجابی مسیح کی ہرگز قدر و منزلت نہیں ہو سکتی۔

(۲) یا یہ کہ مرزائیت کے جو مسائل خصوصی اور تفسیر قرآن ہیں وہ اصل اسلام کے لئے مفید نہیں ہو سکتے۔

(۳) یا یہ کہ آپ نے ولایتی لوگوں کے سامنے دعویٰ کیا تھا کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں سنی اور شیعہ محض سیاسی اختلافات کے نام ہیں۔ تب خواجہ صاحب نے اپنے دعوے بے دلیل کی دلیل پیدا کرنے کے لئے سُنی فرقہ کا وکیل ہو کر پیش ہونا پسند کیا۔

(۴) یا دل ہی آپ نے احمدیت سے توبہ کر کے حنفی یعنی سُنی فرقہ کے عقاید کو تسلیم کر لیا ہوگا اور اُس کے نتیجہ میں آپ بحیثیت ایک سنی مسلمان کے پیش ہوئے ہونگے۔

(۵) ہاں ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ قادیانی فرقہ کے اخر سرنائل کرنے کی خاطر آپ کو یہ کوشش کرنا پڑا ہو۔

ریمارکس

شکر ہو کہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی نے بھی کروٹ بدلی ہے۔ مسٹر وارث کو مبارک ہو کہ بعد عرصہ دراز فضل حکیم کا ... دکھادیا۔ انہی دنوں میں چند نئی تصنیفات اور تالیفات شائع کی ہیں۔

گو رسالے ہیں تو اسی سال ۱۹۲۲ء میں شائع ہوئی ہیں جن میں سے چند تو بالکل نئی ہیں ... طبع ہوئی ہیں۔ ایک طبع دوم اور ایک بار دہم۔ چند کتابیں بھی بار اول شائع ہوئی ہیں مگر ... کی مطبوعہ ہیں۔ یہ سب اس وقت میرے سامنے میز پر ہیں۔ جن کے نام میں اس وقت لکھ دیتا ہوں۔ ریمارکس صرف چند ایک پر کرتا ہوں۔ باقی ریویو کے قابل ہیں۔ وہ ابھی میرے زیر مطالعہ ہیں۔ ناظرین ان کے ریویو کی انتظار کریں۔ چند الفاظ میں تو یہ کہہ سکتا ہے کہ سب کتابیں مفید اور قابل مطالعہ ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ سب ناظرین عموماً اور خصوصاً مسیحی مناد و واعظ اور پاسٹر ان سے فیض اٹھائینگے اور دوسروں کو فیض پہنچائینگے۔

(۱) حیات المسیح مؤلفہ مرحوم پادری طالب الدین صاحب صفحہ ۱۴۰۔

(۲) کلام اللہ ترجمہ انگریزی مترجم پادری سلطان محمد خان صاحب قیمت ... صفحہ ۹۰۔

(۳) الغزالی تصنیف پادری ایس ایم زویمر صاحب ڈی ڈی (قابل دید) صفحہ ۲۴۳۔

(۴) خلافت۔ تصنیف پادری جے علی بخش صاحب قیمت ... صفحہ ۲۲

(۵) حالات و تعلیمات مسیح۔ بالفاظ انجیل شریف صفحہ ۳۰۰۔

(۶) مذہب اور حقیقت تصنیف سادھو سندر سنگھ صاحب ...

(۷) الطریقت مصنفہ پادری جے ٹیکل صاحب صفحہ ۹۰

(۸) دلچسپ اور نصیحت آموز کہانیاں ...

(۹) بچپن اور غسل ... قیمت ... صفحہ ۳۰

(۱۰) چھپا ہوا خزانہ۔ ... کے پادری ... صاحب کی تصنیف صفحہ ۹۰

(۱۱) نصیحت روحانی تصنیف ... صفحہ

(۱۲) تشلانی اشتاقی " صفحہ ۵۰

(۱۳) مذہب کی نسبت ایک بحث " " ۳۱

(۱۴) دینی تعلیمات " " ۲۳۰

(۱۵) ۴۲ بائبل کی کہانیاں " ۶۹

ان کے ناموں سے ان کا مطلب عیاں ہے۔ تاہم کسی قدر ان کا بیان کئے دیتا ہوں اور اپنے خیال و رائے کے مطابق ان کے حسن و قبح سے ناظرین کو آگاہ کرتا ہوں۔ افسوس ہے کہ قیمت سوائے دو تین کے کسی پر نہیں لکھی۔ یہ کتاب جس پر میں ریمارک کرتا ہوں۔ دی بائبل اِن اسلام انگریزی میں پادری گولڈسیک کی تصنیف ہے جس کا ترجمہ ہمارے قابل مترجم پادری علی بخش صاحب نے کیا ہے۔ اور نام اس کا کلام اللہ از روئے اسلام رکھا ہے۔ ترجمہ کی نسبت لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ پادری صاحب کا نام کافی ہے۔ اچھا فصیح! محاورہ ترجمہ ہے جو بطرز کی تصنیف ہو۔ اچھی ترتیب سے مضامین کو مرتب کیا ہے۔

اس میں مصنف نے سات ضروری باتوں کا بیان کیا ہے اور اچھی فصاحت کے ساتھ (الف) کلام اللہ کے بارے میں محمد صاحب کا علم (ب) کلام اللہ کی قدر محمد صاحب کی نگاہ میں (ج) از روئے قرآن تحریف کا الزام زمانہ حال میں (د) از روئے کلام اللہ تحریف کا الزام زمانہ حال میں (ہ) تنسیخ کا الزام زمانہ حال میں۔ مسئلہ کلام اللہ از روئے قرآن و تاریخ کلام اللہ

یہ رسالہ ان مناروں کے واسطے بہت مفید ہے جو مسلمانوں میں کام کرتے ہیں۔ انصاف پسند مسلمان اگر تعصب کی عینک اتار کر دیکھیں اور خدا سے مدد مانگیں تو حق و باطل میں تمیز کر سکینگے۔

خلافت۔ یہ ۲۲ صفحہ کا رسالہ پادری علی بخش صاحب کی خاص الخاص تصنیف ہے۔ ان دنوں ہندی مسلمان خلافت کے واسطے جان نثار بنے تھے۔ عوام کہتے تھے کہ خلافت کوئی ایسی چیز ہے جس کے بغیر اسلام رہ ہی نہیں سکتا۔ ... مسلمان بیان بھی کرتے تھے۔ پادری صاحب نے خلافت کے بخئے ادھیڑ کر رکھ دیئے۔ ادھر ترکوں نے خلافت کا قصہ ہی اٹھا دیا۔ اب پوچھیں خلافت کہاں ہے۔ جواب ملتا ہے ٹائیں ٹائیں فش۔ اگرچہ ہندوستان کے مسلمان لیڈروں کے واویلا سے خلافت رکھی جاتی ہیں۔ مگر درحقیقت خلافت کوئی نہیں۔ پادری صاحب نے خلافت کا تاریخی حال لکھا ہے۔ قابل دید ہے خلفاء عباسیہ کا بیان کیا اور ہندوستان اور خلافت کا بیان لکھا ہے خلافت کی حقیقت معلوم کرنے کے واسطے ہندوؤں اور مسیحیوں کے واسطے یکساں مفید ہے۔ قیمت بھی کچھ نہیں صرف ایک آنہ۔

(باقی آئندہ) واعظ

تصحیح

گذشتہ نمبر نور افشاں صفحہ ۳ پر نور افشاں کا سرحس ... کے عنوان میں سطر ۲ کے اخیر کا لفظ مسیحاں نہیں بلکہ مسیحیاں پڑھئے۔ پھر صفحہ ۲ کالم ۲ کی ۹ ویں سطر کے اخیر میں ہندو دھرم ہے کو ہندو دھرم میں ہے پڑھئے۔ اور صفحہ ۷ کالم اول کا شعر اور نیچے کی دو سطریں یوں پڑھئے۔

خاک باش و خوک باش و یا سگ مردار باش
ہرچہ خواہی باش لیکن اندکے دردار باش

دوست جو کچھ کہیں بلا دریافت و تحقیق الہام الٰہی کے برابر اس کی صداقت پر ایمان لانا دستور ہو گیا ہے۔

اردو ... صاحب ایم اے سپرنٹنڈنٹ نور افشاں ... کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔